بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ
روزنامہ
الفضل
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۷۳/۳۸ پیر ۳ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ۲ وفا ۱۳۶۳ ہش ۲ جولائی ۱۹۸۴ء / نمبر ۱۴۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ اسان / جون۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دل کی زمین کو بالکل ہموار کر دینے کا نام عبادت ہے

انسان اگر دل صاف کرے تو اس میں خدا تعالیٰ نظر آئے گا:

عظیم الشان کام بغیر اطاعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں ہو سکتا:

"اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ۔ خدا تعالیٰ کے سوا ہرگز کسی کی پرستش نہ کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان پیدائش کی غایت غائی عبادت ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں۔ مور معبّد۔ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو۔ اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے۔ اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس میں پیدا ہو کر نشوونما پائیں گے اور وہ اثمار شیریں و طیّب ان میں لگیں گے جو اُکُلُھَا دَآئِمٌ کے مصداق ہوں گے۔ یاد رکھو کہ یہ وہی مقام ہے جہاں صوفیوں کے سلوک کا خاتمہ ہے۔ جب سالک یہاں پہنچتا ہے تو خدا ہی خدا کا جلوہ دیکھتا ہے اس کا دل عرش الٰہی بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر نزول فرماتا ہے۔ سلوک کی تمام منزلیں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں کہ انسان کی حالت تعبّد درست ہو جس میں روحانی باغ لگ جاتے ہیں اور آئینہ کی طرح خدا نظر آتا ہے۔ اسی مقام پر پہنچ کر انسان دنیا میں جنّت کا نمونہ پاتا ہے اور یہاں ہی ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا کہنے کا حظّ اور لطف اُٹھاتا ہے۔

غرض حالت تعبّد کی درستی کا نام عبادت ہے۔ پھر فرمایا۔ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ۔ چونکہ یہ تعبّد تام کا عظیم الشان کام انسان بدوں کسی اسوہ حسنہ اور نمونہ کاملہ کے اور کسی قوت قدسی کے کامل اثر کے بغیر نہیں کر سکتا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں اسی خدا کی طرف سے نذیر اور بشیر ہو کر آیا ہوں۔ اگر میری اطاعت کرو گے اور مجھے قبول کرو گے تو تمہارے لئے بڑی بڑی بشارتیں ہیں کیونکہ میں بشیر ہوں اور اگر رد کرتے ہو تو یاد رکھو کہ میں نذیر ہو کر آیا ہوں۔ پھر تم کو بڑی بڑی عقوبتوں اور دکھوں کا سامنا ہوگا۔"

(ملفوظات جلد دوم ص۶۴، ص۶۶)

● خاک کے حالیہ طبّی معائنہ میں ہرنیا کی موجودگی کا علم ہوا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے میں اپریشن کرا لینا چاہیئے۔ چنانچہ رائل کولمبیا ہسپتال نیو ویسٹ منسٹر (بی سی) میں انشاء اللہ اپریشن ہوگا۔ احباب جماعت سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اپریشن کی ہر پیچیدگی سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(محمد سعید مربی سلسلہ مقیم ونکوور (بی سی) کینیڈا)

● گزشتہ نصف ماہ سے مجھے تبخیر معدہ کی شدید تکلیف ہے۔ بائیں پہلو میں سخت جلن رہتی ہے۔ بہت پریشان ہوں۔ احباب میری کامل و عاجل صحت کے لئے دعا کریں۔

(خورشید بخاری۔ روزنامہ الفضل ربوہ)

انسان کی پیدائش کی غرض

"کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لیے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اس لیے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لیے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو ..... میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا ترددہ نہ کرے تو اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔"

(ملفوظات جلد اول ص۱۸۳)

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

روزنامہ الفضل ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان میں حاصل ہونیوالے

روحانی خزانہ کی حفاظت کا طریق

جنہیں حلاوتِ ایمانی عطا کی جاتی ہے انہیں یہ بھی باور کرایا جاتا ہے کہ انسان غیر محدود ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور ان ترقیات کا حصول کوشش اور جدوجہد پر منحصر ہے۔ اسی لئے ان کی زندگی مسلسل جہد و عمل سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ نہ تھکتے ہیں اور نہ ماندہ ہوتے ہیں بلکہ زندگی بھر نہ ختم ہونے والے جہاد میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی منزل ان کے لئے آخری منزل نہیں ہوتی۔ ایک منزل کے بعد دوسری منزل سر کرنا اور کرتے چلے جانا ان کا شعار ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک مجاہدہ شروع کرتے ہیں تو اس کے ختم ہوتے ہی دوسرا مجاہدہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی زندگی مسلسل جہاد میں ہی گزر رہی ہوتی ہے۔

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت کی کسمپرسی کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غیر معمولی نصرت اور کھلی کھلی فتح کی بشارت دی اور بتایا کہ ایک وقت آئے گا کہ وہی لوگ جو آج دکھ دے رہے اور اذیتیں پہنچا رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اور دین پورے طور پر غالب آجائے گا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہدایت فرمائی کہ اس کھلی کھلی فتح کے بعد بھی تمہارا مجاہدہ ختم نہیں ہوگا بلکہ وہ ایک نئی شکل اختیار کر لیگا تبلیغ و اشاعت کی تکمیل کے بعد نئے داخل ہونے والوں کی تربیت کا مجاہدہ پہلے کی طرح جاری رہے گا اور اسے جاری رکھنے کے لئے تمہیں اس میدان میں پہلے سے کہیں بڑھ کر سرگرمی دکھانا ہوگی۔ اسی لئے تسبیح و تحمید اور استغفار کے مجاہدہ میں مشغول رہنا ہوگا۔ اگر اس میں کمی آئی تو پھر فتح کے باوجود حقیقی کامیابی کا حصول ممکن نہ رہے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سورۃ النصر)

یعنی جب اللہ کی مدد اور کامل غلبہ آجائے گا اور تو اس بات کے آثار دیکھ لے گا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اس وقت تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرنے میں مشغول ہو جائیو اور نئے داخل ہونے والوں کی تربیت میں کوئی کوتاہی ظاہر نہ ہونے کی دعائیں کیجیو وہ اپنے بندہ کی طرف رحمت کے ساتھ لوٹ لوٹ کر آنے والا ہے۔

الغرض خدا تعالیٰ کے حقیقی بندوں کے لئے ایک مجاہدہ پورا ہونے کے ساتھ ہی دوسرا مجاہدہ شروع ہو جاتا ہے اور ان مجاہدات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ مجاہدات کے اس تسلسل کے زیر اثر ہی اس کے حقیقی بندے خدا تعالیٰ کی راہ میں مسلسل ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور اس راہ میں کوئی ایک منزل بھی ایسی نہیں آتی جسے آخری منزل قرار دیا جا سکے۔

ہم حال ہی میں رمضان کے عظیم مجاہدہ میں سے گزرے ہیں۔ رمضان کا مہینہ ختم ہونے کے ساتھ ہی یہ مجاہدہ اپنی مخصوص نوعیت کے لحاظ سے تو پایہ تکمیل کو پہنچ کر اختتام پذیر ہو گیا ہے لیکن اس مجاہدہ نے خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی راہ میں ترقی کی جو نئی روح ہمارے اندر پھونکی ہے وہ کبھی ختم ہونی ہے نہ ہو سکتی ہے بشرطیکہ ہم اسے زندہ رکھنے کی فکر کریں اور اس نئے مجاہدہ میں مشغول ہو جائیں جو رمضان کا عظیم مجاہدہ ختم ہونے کے ساتھ ہی ہر سال شروع ہو جایا کرتا ہے اور وہ نیا مجاہدہ یہ ہے کہ رمضان میں روزے رکھ کر اور دیگر مخصوص عبادات بجا لا کر خدائی انعامات کی شکل میں ہمیں جو روحانی سرمایہ عطا ہوا ہے ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں اور مزید مجاہدات کے ذریعہ اسے بڑھانے کی کوشش میں مشغول ہو جائیں۔ اس روحانی سرمائے کی حفاظت اس لئے بھی ضروری ہے کہ شیطان جسے رمضان میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ رمضان کے بعد آزاد ہونے پر اس سرمایہ پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ اس خطرہ سے قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ نے ہمیں بہت پُر اثر انداز میں متنبہ فرمایا ہے۔ ہم حضور نور اللہ مرقدہٗ کے اس ارشاد پر ہی اپنی ان معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ آپ نے ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو خطبہ عید الفطر میں فرمایا:۔

"رمضان یا دوسری عبادتوں کے بعد ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا فرض ختم ہو گیا۔ اگر تو ہم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو ہمارے لئے فخر کی کونسی بات ہے اور اگر کمایا ہے تو پھر اس خزانہ کی حفاظت زیادہ ضروری ہے جو حاصل کیا ہے تا چور نہ لے جائیں۔ یاد رکھو چور ہمیشہ وہیں پڑتا ہے جہاں کچھ ہو۔ جب تم نے کوئی نیکی کی ہے اور خزانہ جمع کیا ہے تو کیا تم سمجھتے ہو شیطان اب تم پر حملہ آور نہیں ہوگا۔ پس اگر تم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو تمہارا فخر فضول ہے اور اگر کمایا ہے تو یاد رکھو کہ اب ڈاکہ ضرور پڑے گا۔ اب تمہارے گھر میں خزانہ ہے جسے شیطان ضرور چرانے کی کوشش کرے گا۔ پہلے تمہارے پاس کچھ نہ تھا۔ مگر اب رمضان کے نتیجہ میں تمہارے ہاتھ روحانی خزانہ آیا ہے اور چور اُچکوں، جیب کاٹنے والوں کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے۔ اب وہ چرانے کی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہمارے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کریں گے تا یہ خزانہ ضائع ہو جائے۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ تم زیادہ ہوشیار رہو۔ اب تمہارے لئے زیادہ نازک مقام ہے۔ اب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پکارنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور اب وقت ہے کہ زیادہ فکر کے ساتھ ہم اپنے خزائن کی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدایا ہم پہلے بالکل فقیر اور حقیر تھے، چور اور ڈاکوؤں کی ہم پر نظر نہ پڑتی تھی۔ مگر اب تو نے اپنے فضل سے ہمیں ایک خزانہ بخشا ہے کیونکہ تو نے ہمیں روزوں کی توفیق دی، دنیوی خزانے نظر آتے ہیں اور انسان اُن کی حفاظت کا تھوڑا بہت انتظام کر سکتا ہے، پھر اس کو چرانے والا چور بھی نظر آ سکتا ہے، مگر یہ خزانہ بھی (جو رمضان میں ہم نے کمایا ہے) نظر نہیں آتا اور اس کو چرانے والا بھی نظر نہیں آ سکتا، اگر یہ چوری ہو جائے تو ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا کہ کس طرح چلا گیا، پھر دنیاوی خزانے چرانے والوں کا تو ہم کھوج بھی لگا سکتے ہیں مگر اس کا پتہ بھی نہیں لگ سکتا کہ کہاں گیا اس لئے اے ہمارے خدا! تو ہی اس خزانہ کی حفاظت فرما، تو نے ہی ہمیں یہ بخشا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔ تاکہ ہم پھر خالی ہاتھ تیرے پاس نہ آئیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ملنا اتنا مشکل نہیں جتنا ان کا سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ پس آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان میں جو فضل ہم پر نازل کیا ہے اسے ہم محفوظ رکھ سکیں۔"

(خطبہ عید الفطر ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء مطبوعہ الفضل ۵ دسمبر ۱۹۳۹ء)

ضروری اعلان

ہر ماہ کی یکم یا دو تاریخ تک خریداران الفضل لوکل ربوہ کے بل کی فہرست "احسان جنرل سٹور" گولبازار ربوہ میں رکھ دی جاتی ہے۔ لہٰذا خریداران الفضل دکان پر بل کی ادائیگی فرمائیں۔ نیز کوئی مشورہ دینا چاہتے ہوں یا کوئی اخبار جاری کروانا چاہتے ہوں تو بھی دکان پر رابطہ قائم فرمائیں۔ شکریہ۔

(لوکل ایجنٹ الفضل سلمان نیوز ربوہ)

نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کے

تین اہم تقاضے

(مکرم فضل احمد شاہد صاحب رکن شعبہ تاریخ احمدیت - ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں بنی نوع انسان کی بے لوث اور گہری محبت جزو لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی بھی صورت حال ہو جماعت احمدیہ اپنے اس مقصد سے غافل نہیں رہ سکتی کہ ہم کو دنیا بھر کی خدمت کرنے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ان زریں اصولوں پر عام حالات میں تو عمل کیا ہی جاتا ہے ابتلاء کے موجودہ ایام میں ہم سب افراد جماعت احمدیہ کو خاص طور پر بنی نوع انسان سے محبت کرنے میں سب دنیا سے اعلیٰ مقام حاصل کرنا چاہیئے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ محبت کے اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"محبت محبت کو جذب کرتی اور اپنی طرف کھینچتی ہے جس شخص سے کوئی سچے دل سے محبت کرتا ہے اس کو یقین کرنا چاہیئے کہ وہ دوسرا شخص بھی جس سے محبت کی گئی ہے اس سے دشمنی نہیں کر سکتا بلکہ اگر ایک شخص ایک شخص کو جس سے وہ اپنے دل سے محبت رکھتا ہے اپنی اس محبت سے اطلاع بھی نہ دے تب بھی اس قدر اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ شخص اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور خدا کے نبیوں اور رسولوں میں جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے اور ہزارہا لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے اور ان سے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ اپنی جان بھی ان پر فدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانوں سے پیار کرتے ہیں اور اپنے تئیں دکھ اور درد میں ڈال کر بھی ان کے آرام کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ آخر ان کی سچی کشش سعید دلوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیتی ہے۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۶۱، ط ۶)

نوع انسان سے محبت موجودہ حالات میں ہم سے تین اہم تقاضے کرتی ہے۔

۱۔ ہم ایسے شخص سے عاشقانہ تعلق رکھیں جو بنی نوع انسان کی محبت کا مرکز ہے اور جس کے دل میں ہمدردی خلق کوٹ کوٹ کر بھری ہے میری مراد اس سے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ہیں۔ دنیا بھر کے احمدی یہ عہد کریں کہ ہم اپنے محبوب امام کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں آپ کے اسوہ سے رہنمائی حاصل کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اطاعت امام کا ایسا بے نظیر نمونہ قائم کریں کہ قیامت تک آنے والی نسلیں اس کو مشعل راہ بنائیں۔ سب برکتیں امام کی اطاعت میں ہیں۔ سب کامیابیاں امام سے گہرا تعلق رکھنے میں ہیں اس لئے اپنے امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہیں کہ کیا فرماتے ہیں۔ جو بھی فرمائیں فوراً لبیک کہنا اپنا شعار بنائیں۔

۲۔ محبت اور ہمدردیٔ نوع انسان کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ ہم صبر کا انتہائی اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ پیار کرنے والوں سے پیار کرنا تو معمولی بات ہے لیکن ظلم کرنے والوں سے پیار کرنا اعلیٰ خلق میں داخل ہے۔ پس ہر دکھ ہر غم برداشت کریں اور پیار کی اور صبر کی قوت کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں اگر ہم صبر میں کمال دکھائیں گے تو دلوں کی تسخیر بہت جلد اور آسان ہوگی۔ کبھی اور کسی لمحہ یہ نہ بھولیں کہ ہم انبیاء کے نقوش قدم پر چلنے والی جماعت ہیں۔ انبیاء اور ان کے ساتھیوں نے ہر زمانہ میں ہزارہا قسم کے دکھ اٹھائے لیکن بنی نوع کی ہمدردی میں ذرا فرق نہ آیا۔ اس سلسلہ میں خصوصیت سے ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوہ اور نمونہ ہیں۔ آپ کو دنیا نے سب سے زیادہ دکھ دیئے لیکن صبر کی قوت اور ہمدردیٔ انسان میں فرق نہ آیا۔ اس ہمدردی اور محبت کا نقشہ خدا تعالیٰ نے کتنے پیارے انداز میں کھینچا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - (الشعراء: ۴)

یعنی دشمن تو تجھے ہر آزار دینے کی فکر میں ہے لیکن تو نہ صرف ان کے دکھوں کو بھول گیا بلکہ ان کے فکروں کو دور کرنے کے لئے ان کے غموں کے بار کو ہلکا کرنے کے لئے اور ان سے بے پناہ مادری ہمدردی اور محبت کے جوش میں اس قدر غرق ہے کہ خطرہ ہے کہ تیری جان ہلاک نہ ہو۔

آیئے ہم عہد کریں کہ اے خدا ہم اپنے محبوبؐ کی محبت میں مست ہو کر ہر ظلم سہیں گے ہر دکھ برداشت کریں گے صبر کا دامن وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں گے اور اپنے تمام دکھوں کو بھول کر دوسروں کے دکھوں کو دور کرتے چلے جائیں گے۔ اسی میں ہماری راحت اور اسی میں ہماری لذت ہے۔

۳۔ ہم ہمدردی اور پیار کے ہر قسم کے نمونے دکھانے کے باوجود کمزور ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم بنی نوع سے پیار کا اس رنگ میں بھی اظہار کریں جو انبیاء اور اہل اللہ کا شیوہ رہا ہے اور وہ ہے دعا اور گریہ و زاری۔ یاد رکھیں سب قدرتیں اور طاقتیں ہمارے خدا میں ہیں۔ ہر دل اس کے قبضہ میں ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے حضور جھکے رہیں اس کے در کو نہ چھوڑیں، اس سے کبھی بے وفائی نہ کریں۔ ہم دعاؤں اور گریہ و زاری میں انہماک اختیار کریں۔ رونا اور گڑگڑانا اپنی روزمرہ عادت بنالیں۔ اس عادت کو دوام بخشیں اور دعا کے ہتھیار کو مضبوطی سے تھامیں۔ اس بات پر پختہ یقین اور ایمان رکھیں کہ ہماری دعائیں عرش پر پہنچ رہی ہیں اور دلوں کی تسخیر کا کام جلد ہو رہا ہے۔ دنیا بھر کے احمدیوں کو چاہیئے کہ ہمدردی نوع انسان میں انتہا کر دیں۔ یقیناً یاد رکھیں اگر آپ محبت اور ہمدردی کے ان تین ہتھیاروں کو مضبوطی سے پکڑیں گے تو کامیابی آپ کے لئے مقدر کی جائے گی۔

ان تین باتوں میں دعا مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ دعا سے ہی ہم صبر کی قوتوں کو وسیع کر سکتے ہیں اور دعا سے ہی اطاعت امام کا نمونہ دکھایا جا سکتا ہے اور دعا بنی نوع کی ہمدردی اور پیار کا بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا ذریعہ ہے ہمارے خدا کے پاس ہر چیز ہے ہم دعا کے ذریعہ التجا کر سکتے ہیں کہ اے خدا تو بنی نوع انسان کو خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہوں ان گنت نعمتوں سے حصہ عطا فرما۔

ہم میں سے ہر احمدی مرد، عورت، بچے اور بڑے کو چاہیئے کہ آگے بڑھے۔ خدا کے قرب کے دروازے کھلے ہیں خدا کے در پر گر جائے اس سے چمٹ جائے اس کے در کا گدا بن جائے احباب کرام دعائیں کریں کہ خدا ہم سب کے سینے صاف کرے۔ خدا کی محبت اور عشق سے ہر سینہ پُر ہو۔ دعائیں کریں کہ دنیا کا ہر انسان آپس میں محبت سے رہے نفرتوں کی آندھیاں دور ہوں اور محبتوں کے چراغ ہر دل میں جلیں۔ الٰہی تائید و نصرت جلد آئے۔ خدا کے وعدے جلد پورے ہوں۔ دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ احمدیت کو جلد تر و تازہ کرے اور اس کی شاخیں دنیا کے ہر دل میں ہر قریہ میں ہر گھر میں قائم ہوں۔

روحانی زندگی کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیشہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نزول ہوا ہے۔ ہمیشہ معجزات کا ظہور دعاؤں سے ہوا۔ دعائیں کرنے والے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا نے انہیں کبھی نہ چھوڑا۔ پس اپنی دعاؤں میں انہماک کر دیں۔ دعائیں کرنے سے ہرگز نہ تھکیں کہ یہ گوہر مقصود کو قریب تر کرنے والی ہیں۔ اے بانی جماعت احمدیہ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو آپ کو چاہیئے کہ درج ذیل نصائح اور تعلیم کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۵)

ابتلاء میں استقامت اور شدائد کی برداشت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مکرم احمد محمود خان صاحب ابن مکرم راجہ محمد یعقوب خان صاحب ربوہ)

خدا تعالیٰ کی قدیمی اور ازلی سنّت ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں سے پیار کا ایک خاص سلوک فرماتا ہے اور انہیں موردِ انعام خصوصی ٹھہراتا ہے۔ اسی طرح مومنوں کے دلوں میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری شعلہ زن ہوتی ہے۔ ان روحانی پودوں (مومنوں) کو پھلدار بننے تک مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، اور اس چنگاری کو عشق کی بھٹی بننے کے لیے کئی دور عبور کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک دور میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے اپنی مرضی بھی منواتا ہے۔ اور انہیں ابتلاؤں کی بھٹی میں ڈال کر صابر و شاکر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ پھر وہ نیک بندے بھی ایسے عاشق ہوتے ہیں کہ ہر وقت اور ہر دم اس کی تقدیر پر خوش و خرم رہتے ہیں۔ اور صبر اور شکر کے اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ اپنی محبت اور اپنے عشق کو اور بھی مضبوطی سے استوار کر لیتے ہیں۔

ان آفات اور بلاؤں سے مومنوں کے بلند اخلاق صبر، عفو، استقامت وغیرہ دنیا کے سامنے امتحان کی کسوٹی پر پرکھے جاتے ہیں۔ اور ان کی روحانی قوتیں اپنے کمال کو پہنچتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں سے یہ سلوک دنیاوی لوگوں کی نظر میں قابلِ اعتراض ہو تو ہو مگر عشق و محبت کی چاشنی رکھنے والے تو اس سے مزا لیتے ہیں اور اپنے عشق میں مزید آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ سورۃ البقرہ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ

(البقرہ: ۱۵۶)

"اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور نقصان اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے۔ (اے رسولؐ) تو (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔

(البقرہ: ۲۱۵)

"کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی تم پر ان لوگوں کی (سی تکلیف کی) حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ انہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی)، اور انہیں خوب خوف دلایا گیا۔ تاکہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو! اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے۔"

سید الکائنات، فخرِ موجودات، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ابتلاؤں سے عبارت ہے۔ آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں اور آپؐ کو اتنا دکھ دیا گیا کہ آپؐ سے پہلے کسی نبی کو اتنا دکھ نہیں دیا گیا مگر آپؐ اپنی ساری زندگی صبر و رضا کا نمونہ بنے رہے۔

— طائف کے موقعہ پر آنحضرتؐ نے کفار کی سنگباری سے لہولہان ہونے کے باوجود، فرشتے کے یہ کہنے پر کہ اگر آپؐ فرمائیں تو یہ بستی پیس کر رکھ دوں۔ آپؐ نے یہی دعا فرمائی تھی

رَبِّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

احادیث الاخلاق صفحہ ۱۷۱

حدیثِ نبویؐ ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا سبقت لہ من اللہ منزلۃ لم یبلغھا بعملہ ابتلاہ اللہ فی جسدہ او فی مالہ او فی ولدہ ثم صبرہ علی ذلک حتی یبلغہ المنزلۃ التی سبقت لہ من اللہ

رواہ احمد وابوداؤد

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۱۳)

"یعنی رسول کریمؐ نے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی مومن کے لیے اعلیٰ درجہ مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتا تب اللہ اسے جسمانی بیماری، مالی نقصان یا اولاد کی تکلیف سے ابتلاء میں ڈال دیتا ہے۔ اور اس پر اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اس طریق سے اعلیٰ درجہ پر اسے پہنچا دیتا ہے۔

..... لقد رأیتنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما لنا طعام نأکلہ الا ورق الحبلۃ وھذا السمر حتی ان احدنا لیضع کما تضع الشاۃ

ترمذی

ترجمہ ..... ہمیں یاد ہے۔ ہم آنحضرتؐ کی معیت میں جنگ لڑا کرتے تھے اور حالانکہ ہمارے پاس سوائے انگور کی بیل اور کیکر کے پتوں کے کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ چونکہ ہم پتے کھاتے تھے۔ اس لیے ہم بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے۔"

کس قدر عجیب فوج تھی۔ درختوں کے خشک پتے کھا کر لڑتے تھے لیکن اللہ کے فضل سے عزم و استقامت کا یہ حال تھا کہ دنیا کو خاطر میں نہ لاتے تھے حق یہی ہے کہ اگر متاعِ ایمان انسان کو حاصل رہے تو یہ جہان کیا چیز ہے

احادیث الاخلاق صفحہ ۱۷

سمعت خبابا یقول اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو متوسد بردہ وھو فی ظل الکعبۃ وقد لقینا من المشرکین شدۃ فقلت الا تدعو اللہ فقعد وھو محمر وجھہ فقال لقد کان من قبلکم لیمشط بمشاط الحدید ما دون عظامہ من لحم او عصب ما یصرفہ ذلک عن دینہ ویوضع المنشار علی مفرق راسہ فیشق باثنتین ما یصرفہ ذلک عن دینہ ولیتمن اللہ ھذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت ما یخاف الا اللہ۔

بخاری

ترجمہ: "حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؐ خانہ کعبہ کے سایہ میں چادر کی ٹیک لگائے لیٹے تھے۔ ان دنوں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کو بڑی تکلیف تھی۔ حضرت خبابؓ نے عرض کی حضورؐ! آپ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں فرماتے، حضورؐ اٹھ کر بیٹھ گئے، چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں کا گوشت لوہے کی کنگھیوں سے نوچ لیا جاتا تھا۔ لیکن یہ بات بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکی۔ اور سر پر آرہ رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ یہ سختی بھی انہیں دین سے برگشتہ نہ کر سکی۔ اللہ اس سلسلہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا (تمہاری تمام تکالیف چھٹ جائیں گی) اور وہ دن آجائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک چلتا جائے گا اور خدا کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہ ہوگا۔"

ان اور ایسی ہی کثیر التعداد احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہے کہ جس طرح اللہ کے پیارے بندے اس کی وارد کردہ ابتلاؤں پر صبر و شکر کرتے ہیں اسی طرح اللہ بھی ان تکالیف کے ذریعہ ان کے درجات کو بلند کرتا اور انہیں خاص قرب بخشتا ہے۔

نہ عاشق راہِ عشق کی تلخیوں سے گھبراتے ہیں۔ اور نہ ہی محبوب ازلی اپنے محبوں پر مصائب لا کر انہیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ یہ صورتیں تو اسی راہ کا بہترین زاد ہیں خدا کے فضل اور رحم سے صابرین اور شاکرین کے لیے تکلیفیں ان پھولوں کی طرح ہیں جو پھل دار درختوں میں لگتے ہیں، پھول جھڑ جاتے ہیں اور پھل رہ جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پھولوں کی سیج پر چل کر کوئی قوم بھی کبھی بامِ عروج پر نہیں پہنچی۔

اسی لیے تو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں۔ جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے پیر نازک ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں؟" (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳)

پھر آپ "الوصیت" میں فرماتے ہیں۔

"مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے .....

وہ سب لوگ جو آخر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت صفحہ ۱۴)

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ ذکیہ بیگم صاحبہ ٹیچر نصرت گرلز سکول ربوہ دائیں بازو میں شدید تکلیف کیوجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

(ماسٹر محمد ادریس دارالصدر شمالی)

ہستیٔ باری تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم رضیہ درد صاحبہ - ایم۔ اے ۔ ربوہ

دنیا میں جو مذاہب بھی پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب خدا تعالیٰ کی ہستی کا عقیدہ پیش کرتے ہیں بلکہ ان کی تعلیم کا مرکزی نقطہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ صرف یہ نہیں کہتے کہ کوئی خدا ہونا چاہیئے بلکہ وہ معین طور پر ہمیں بتاتے ہیں کہ واقعی ہمارا ایک خدا ہے جو ہمارا خالق و مالک ہے جس نے ہمیں ایک خاص غرض اور مقصد کے تحت اس دنیا میں بھیجا ہے۔ کامیاب انسان وہی ہے جو خود اپنے خدا کو شناخت کرے سنی سنائی باتوں پر زندگی بسر نہ کرے۔ اس کے لیے اسے صحیح طریق اختیار کرنا ہوگا۔ دنیا میں قانونِ قدرت کے ماتحت ہر کام کے لیے ایک خاص طریق مقرر ہے۔ اسی طرح روحانی امور میں بھی ایک راستہ اور طریق مقرر ہے ایک فلسفی کے طور پر نہیں بلکہ ایک سالک کے طور پر اپنے دل میں تڑپ اور اس بے چینی کو پیدا کرو جو صداقت کی تلاش کے لیے ضروری ہے۔ فلسفی خدا سے دور بھاگتا ہے اور سالک کے پاس خود خدا بھاگتا ہوا آتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب بنی نوع انسان کی نسل کو چلایا تو خود ان سے ان کے نفسوں پر شہادت لی اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے جواب دیا کہ ہاں بے شک تو ہمارا رب ہے اور یہ خدا نے اس لیے کیا کہ تا قیامت کے دن تمہیں یہ عذر نہ رہے کہ ہمیں تو خدا کے متعلق کچھ پتہ ہی نہیں لگا۔

ایک دہریہ بھی اچانک مصیبت کے وقت میں اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے یہ فطرت کی آواز ہے۔ دراصل مصیبت بھی ایک زلزلہ کا رنگ رکھتی ہے جس طرح زلزلہ بعض اوقات دبی ہوئی چیزوں کو باہر نکال پھینکتا ہے اسی طرح مصائب کا زلزلہ بھی انسان کی دبی ہوئی فطرت کو اس کے مدفن سے باہر نکال کر ننگا کر دیتا ہے۔ پس فطرتِ انسانی ہستی باری تعالیٰ کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نبی اور رسول آئے ہیں یہ شہادت پیش کرتے ہیں کہ دنیا کا ایک خدا ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس کی ہستی کے متعلق ایسا ہی یقین رکھتے ہیں جیسا کہ مثلاً ہمیں یہ یقین ہے کہ فلاں شخص ہمارا باپ ہے فلاں ہمارا بھائی اور فلاں ہمارا دوست ہے۔ حضرت آدمؑ ہیں تو اس کے شاہد ہیں حضرت نوحؑ ہیں تو اس کے شاہد حضرت یونسؑ اور ایوبؑ اس کے شاہد حضرت ابراہیمؑ و لوطؑ حضرت اسماعیلؑ و اسحاقؑ۔ یعقوبؑ و یوسفؑ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ ہیں تو اس کے شاہد ہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ لندن کو باوجود نہ دیکھنے کے مانو۔ دوسرے ممالک کے واقعات کو خود نہ دیکھنے کے باوجود مان لیا جائے مگر خدا کو باوجود اس کے کہ لاکھوں راستباز اس کے موجود ہونے کی ذاتی شہادت پیش کرتے ہیں تسلیم نہ کیا جائے۔ محبت کا جذبہ ہی دیکھئے کوئی ہے جس نے محبت کو دیکھا سنا چکھا یا سونگھا ہو لیکن کون ہے جو اس کا انکار کرتا ہو۔ کیا ایک انسان کے دل میں محبت کا ایک ناپیدا کنار اتھاہ سمندر موجزن نہیں جو جب تلاطم پر آتا ہے تو خدا کی مخلوقات میں غالباً سب سے زیادہ طاقتور ہستی کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے اپنے محبوب کی خاطر پہاڑ سے ٹکراتا ہے صحراؤں کی خاک چھانتا ہے۔ جنگل کے درندوں سے لڑتا آگ میں زندہ کود جاتا ہے کیا کوئی ہے جو کہہ سکے کہ دنیا میں یہ طاقت موجود نہیں۔

دراصل یورپ کے فلسفہ سے متاثر ہو کر لوگ مذہب سے دور جا پڑے ہیں۔ جب علمی ترقی ہونے لگی تو پادریوں کو یہ بیوقوفی سوجھی کہ انہوں نے اس ترقی کو مذہب کے خلاف سمجھا اس کی مخالفت شروع کر دی۔ جو نئی بات دریافت ہوتی اس کو کفر قرار دیتے ایک شخص نے جب دریافت کیا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے تو پادریوں نے فتویٰ دیا کہ یہ مذہب سے نکل گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئی ایجادیں کرنے والے خدا کے ہی خلاف ہو گئے۔

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پرانی قوم میکسیکو کی قوم ہے ان میں ایک خدا کا خیال موجود ہے۔ افریقہ کے قدیم باشندے جن کے ادنیٰ درجے کے دماغ ہیں کہ اگر انہیں پڑھایا جائے تو بڑھاپے میں سب بھول جاتے ہیں انکا بھی خیال ہے کہ ایک وراء الوراء ہستی ہے جو سب کی خالق ہے اس ہستی کا نام انہوں نے Nyamy no رکھا ہوا تھا بابل کے نہایت پرانے بادشاہ کی ایک دعا دریافت ہوئی ہے اے تمام مخلوق کے مالک تو میرا خالق ہے۔ اپنی الوہیت کی محبت میرے دل میں ڈال دے۔ ہندوؤں میں ورونا عالم الغیب ہے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ خدا کا خیال نہیں پیدا ہوا بلکہ الہامی طور پر آیا ہے۔ ابتداء میں ایک خدا کی پرستش تھی۔

میکنزی ایک محقق ہے اس نے چین کے بارے میں تحقیقات کی ہے کہ گو وہاں ہر چیز کا الگ خدا مانتے ہیں آگ کا خدا۔ چولہے کا خدا۔ توے کا خدا ہندوستان میں سب سے زیادہ شرک ہے کہ جہاں ۳۳ کروڑ دیوتا سمجھے جاتے ہیں لیکن یہاں بھی پرانے زمانے میں ایک ہی خدا کی پرستش کی جاتی تھی۔

دہریوں کے یہ اعتراضات کہ اگر خدا ہے تو چاہیئے تھا کہ آسمان سے آواز آتی کہ میرے بندو اکٹھے ہو جاؤ میں تمہیں اپنا منہ دکھاتا ہوں اگر صبح و شام اسی طرح ہوتا تو سب لوگ خدا کو مان لیتے۔ صوفیاء کرام نے اس کا مختصر جواب دیا ہے کہ خدا قریب ہے اور سب سے زیادہ قریب اور وہ دور ہے سب سے زیادہ دور بہت ہی قریب کی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی اور سب سے دور کی بھی۔ پس خدا بندے کے حبل الورید سے بھی زیادہ قریب ہے اس لیے بھی نظر نہیں آتا۔ ایک شخص جرمنی سے آیا۔ ایک مسلمان کو نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگا اس قسم کی ورزش کا کیا فائدہ؟ بتایا گیا کہ یہ ورزش نہیں عبادت ہے پوچھا کس کی؟ کہا خدا کی۔ خدا کہاں ہے۔ حسین تو اپنے آپ کو دکھاتے ہیں اگر خدا سب سے زیادہ حسین ہے تو کیوں چھپا ہوا ہے اس دوست نے کاغذ پر اللہ لکھ کر دور سے اسے دکھایا اس نے کہا کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر اس نے کاغذ کو آنکھوں کے بالکل قریب کر دیا کہنے لگا نہیں اب بھی نظر نہیں آتا۔ بتایا کہ جب خدا اس سے بھی زیادہ قریب ہے تو کیسے نظر آئے۔ ہر چیز کے دیکھنے کا طریق ہوتا ہے۔

پس ہم آٹے کا خدا نہیں مانتے پتھر کا خدا نہیں مانتے ہم تو کہتے ہیں کہ ہم ایک وراء الوریٰ ہستی مانتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔

جس بات کو ساری دنیا مانتی آئی ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی۔

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔

کوئی قوم نہیں جس میں میرے پکارنے والے نہیں بتا گئے کہ میں ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور قول ہے

عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ

میں نے اپنے خدا کو بڑے بڑے پختہ ارادوں اور مضبوط تدبیروں کے ٹوٹنے اور ناکام رہنے کے ذریعے سے پہچانا ہے۔

آنحضرتؐ نے جس وقت سے کہ دعویٰ کیا اس وقت تک کہ آپؐ فوت ہوئے لا الٰہ الا اللہ کا اعلان جاری رکھا۔ ہر ایک قسم کی تکلیف برداشت کی مگر اس تعلیم کے اظہار کو ترک نہ کیا احد کی جنگ میں خود ایک گڑھے میں گر گئے لوگوں میں مشہور ہو گیا آنحضرتؐ شہید ہو گئے۔ لیکن صحابہؓ نے آپؐ کو لاشوں کے نیچے سے نکالا اس وقت ابوسفیان نے بڑے تکبر سے آواز دی مسلمانوں کہاں ہے تمہارا محمدؐ صحابہؓ جواب دینا چاہتے تھے مگر پیارے نبیؐ نے روک دیا ابوسفیان نے پھر آواز دی کہاں ہیں ابوبکرؓ صحابہؓ پھر جواب دینا چاہتے تھے مگر نبیؐ نے پھر روک دیا۔ اس نے بڑے جوش سے کہا کہاں ہے عمرؓ حضرت عمرؓ کہنا ہی چاہتے تھے کہ میں تمہارا سر توڑنے کے لیے یہاں موجود ہوں۔ مگر فرمایا مت بولو۔ اس پر ابوسفیان نے زور سے اپنا مشرکانہ نعرہ لگایا

اُعْلُ هُبَلْ

ہمارا ھبل دیوتا بڑی شان والا ہے چونکہ صحابہؓ کو بار بار رسول کریمؐ فرما چکے تھے کہ خاموش رہو اس لیے وہ اس مشرکانہ نعرہ پر بھی خاموش رہے اس پر پیارے نبیؐ نے بڑے جوش سے صحابہؓ سے کہا جواب کیوں نہیں دیتے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں فرمایا کہو۔

اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ

اللہ کی شان بلند ہے ہزاروں ہزار درود و سلام ہوں اس محسن اعظم پر کس طرح اپنی اور اپنے صحابہؓ کی موت کا اعلان تو برداشت کیا مگر اس ہستی باری تعالیٰ کا نام آیا تو کسی نقصان کی پرواہ نہ کی بلکہ فرمایا جواب دو تمہارا ھبل ہمارے خدا کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ یہ فقرہ کامل توحید ہے جو آنحضرتؐ نے پیش کی یہ وہ تصور ہے ہستی باری تعالیٰ کا جو دینِ حق پیش کرتا ہے۔

وفات کے وقت بھی آپؐ کو یہی خیال تھا کہ یہ تعلیم دنیا سے مٹ نہ جائے۔ مرض الموت میں جبکہ شدتِ مرض سے آپؐ کے جسم پر پسینہ آ جاتا تھا بیماری آپؐ کے باریک در باریک اعصاب پر اپنا اثر کر رہی تھی۔ آپؐ کو یہی غم کھائے جا رہا تھا کہ کہیں لوگ میرے بعد اس تعلیم کو نہ بھول جائیں۔ امت کی فکر سے دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں کروٹیں بدل رہے تھے اللّٰھم رفیق اعلیٰ۔ اے میرے اللہ میرے پیارے بہترین دوست۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ دیکھئے ایک طرف وہ ہستی باری تعالیٰ یہ اعلان کرتی ہے کہ غلبہ میرا اور میرے رسولوں کا ہوگا دوسری طرف سنت اللہ یہ ہے کہ بادشاہوں طاقتوروں کو نبی نہیں بناتا الا ما شاء اللہ جو ضعیف کمزور ہوتے ہیں جن کے پاس نہ فوج نہ ہتھیار نہ دولت انہیں منتخب فرماتا ہے اس طرح وہ دکھاتا ہے کہ لا غلبن انا و رسلی تا دنیا مان جائے کہ ایک قادر مطلق و راء الوریٰ ہستی ہے جو سب کچھ کرنے پر قدرت رکھتی ہے۔ جن حالات میں آنحضرتؐ نے مکہ فتح کیا ان کو سامنے رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ خدا کی مدد کے سوا آپؐ کو یونہی غلبہ حاصل ہو سکتا تھا۔ نہ آپؐ کے پاس مال تھا نہ دولت مکہ کے سارے قریش نے پورا زور لگایا مگر کیا نتیجہ نکلا کہ آپؐ بڑی شان کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں سمیت مکہ میں پہنچے وہی مکہ جہاں سے رات کی تاریکی میں آپؐ کو بے بسی کے عالم میں اپنے عزیز وطن کو چھوڑنا پڑا۔ وہی سردار جو ظلم کرتے ہر طرح کی اذیتیں دیتے دکھ دیتے اب آپؐ کے رحم پر تھے طائف والوں نے پتھر مار مار کر پیارے نبیؐ کو لہولہان کر دیا۔ نہ صرف آپؐ کو بلکہ آپ کے ماننے والوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے۔ اس بے سروسامانی میں یہ اعلان کہ میں غلبہ پاؤں گا اور ایسا ہی ہو جاتا ہے۔ فاتحانہ واپس آتے ہیں اور اپنے دشمنوں سے پوچھتے ہیں تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو وہ عاجزی اور حد درجہ شرمندگی سے گردن ڈال دیتے ہیں۔ خدا کا پیارا نبیؐ فرماتا ہے

جاؤ آج میں نے تم سب کو معاف کر دیا کسی سے اس کے ظلم کا بدلہ نہ لیا جائے گا۔ کیا یہ سب نظارے انسان کے بس میں ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں یہ ہستی باری تعالیٰ کی چہرہ نمائی ہے حضرت بانی سلسلہ نے منکرین خدا کے متعلق خدا کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ؎

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا

حضرت اقدس بانی سلسلہ فرماتے ہیں .....

کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے ؎

(کشتی نوح)

اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

حقیقی نماز

حضرت اقدس بانی سلسلہ فرماتے ہیں:

"نماز اس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک دین کو دنیا پر مقدم کرے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دے دینے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے اس وقت کہا جائے گا کہ اس کی نماز نماز ہے۔ مگر جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر نہیں پیدا ہوتی اور سچے اخلاص اور وفاداری کا نمونہ نہیں دکھلاتا اس وقت تک اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال بے اثر ہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۴۲۵)

(نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ)

ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی امتحان

۱۳ جولائی ۱۹۸۴ء بروز جمعہ ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی امتحان ہوگا (انشاء اللہ) پرچے عنقریب تمام مجالس کو ارسال کر دئے جائیں گے۔ ناصرات تیاری مکمل کر لیں۔

(سیکرٹری ناصرات مرکزیہ)

عزیز محترم ڈاکٹر عبدالقادر (چینی) صاحب آف فیصل آباد مرحوم و مغفور

از مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

حضرت مولوی محمد دین صاحب کی ہیڈ ماسٹر شپ کے زمانہ میں غالباً ۳۲-۳۳ء میں جس سال صاحب زادہ مرزا منور احمد صاحب اطال اللہ عمرہٗ میٹرک میں پڑھتے تھے۔ محترم قاری غلام مجتبیٰ صاحب (جو بعد میں قادیان کے صدر عمومی بھی رہے) کے ساتھ ان کے دو ذہین و ہوشیار بیٹے (جو ان کی چینی بیوی سے تھے) تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہوئے۔ قاری صاحب مرحوم (جو مکرم قاری محمد اسحٰق صاحب ریٹائرڈ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے چچا تھے۔ ملازمت سے ریٹائر ہو کر ہانگ کانگ سے اہل و عیال سمیت آئے تھے۔ دونوں بچے عبداللہ مصطفیٰ (جو بعد میں بیرسٹر ہوئے اور تنزانیہ میں چیف جسٹس کے عہدہ پر فائز ہوئے) اور عبدالقادر نہایت عمدہ انگریزی بولتے تھے اور نہایت مودب اور خاموش الطبع اساتذہ کا ادب و احترام کرنے والے، طالب علم تھے۔ اساتذہ کو تعلیم میں اچھے طلباء سے بالخصوص جو اخلاقاً بھی نمونہ اور مثال ہوں خاص انس اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ استاد اور طلباء کا یہ خوشگوار اور بے لوث تعلق ان کے ساتھ قائم ہو گیا۔ اور مستحکم ہوتا گیا۔ انگریزی کا معیار بلند ہونے کی وجہ سے میٹرک میں امتیازی شان کا حامل ہو جانا گویا لازم و ملزوم تھا۔ چنانچہ دونوں بھائیوں نے سکول میں ایک خاص نام پیدا کر لیا۔

میں نے ان کے انگریزی زبان پر عبور کی صفت سے سکول کا نام بلند کرنے میں خاص فائدہ اٹھایا۔ سکول میں ڈیبیٹنگ کلب جاری ہو چکی تھی۔ ان کے آنے سے اسکی کارکردگی بلند تر ہوتی گئی۔ مجھے یاد ہے ایک موقع پر موضوع مناظرہ "کیا بنی نوع انسان بحیثیت مجموعی ترقی کر رہی ہے یا تنزل تھا۔ دونوں بھائی اپنی اپنی ٹیم کے لیڈر تھے۔ اس قدر علمی اور پیچیدہ مسئلہ کو دونوں نے زور تکلم سے خوب نبھایا اور مناظرہ کو دلچسپ اور کامیاب بنا دیا۔ اس مباحثہ پر میں نے مقامی ڈی اے وی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو صدر بنایا تھا۔ وہ مناظرہ کے معیار بالخصوص دونوں چینی بھائیوں کی انگریزی دانی اور فصاحت سے بے حد متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے نہایت فراخ دلی سے اپنی طرف سے سکول اور اس کے مقررین کو خراج عقیدت پیش کیا اور بے ساختہ صاف گوئی سے کام لے کر یہاں تک کہہ دیا کہ وہ اپنے سکول میں اس قدر عمدہ نمونہ قطعاً نہ دکھا سکتے۔

جماعت احمدیہ اور آریہ سماجی سکول میں رقابت کی فضا کو ہوا دینے والی ان سے سکول کی انتظامیہ نے اپنے صاف گو ہیڈ ماسٹر سے ریمارکس پر جو الفضل میں بھی چھپ چکے تھے۔ ان کی گرفت کی اور اس طرح علمی میدان میں تنگ نظری کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہ کیا جا سکا کہ دونوں چینی بچوں کی زبان دانی اور تقریر کرنے کی اہلیت نہایت اعلیٰ تھی۔

عبداللہ مصطفیٰ سے تو بعد میں میرا رابطہ نہ رہا۔ لیکن عبدالقادر سے استادی شاگردی کے اس تعلق کو جو سکول میں پیدا ہو چکا تھا۔ ہمیشہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔ وہ ڈاکٹر بنے۔ نہایت کامیاب سرجن ہوئے اور اپنی ذاتی شرافت اور نیک دلی کی وجہ سے خاص و عام میں مقبول ہوئے۔ اس دلعزیز اور فرض شناس ڈاکٹر نے اپنا فیض عام کیا اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار زندگی بسر کی۔ جب کبھی ملے۔ یا مجھے خود یا کسی کو فیصل آباد بھجوانے کی ضرورت پڑی تو نہایت محبت اور احترام سے۔ اپنے پرانے استاد سے خاص تعلق کو یاد رکھا۔ ان کا سلسلے سے نہایت اخلاص کا تعلق تھا۔ نہایت نیک اور مخلص احمدی تھے۔

سکول کے ایام کو اور مجھے ہمیشہ یاد رکھتے تھے اگرچہ ملاقات طویل عرصے کے بعد ہوتی۔ ابھی ہفتہ عشرہ ہی گزرا ہے کہ پسرم اسحٰق کو فیصل آباد ملے تو اپنے طالب علمی کے ذکر کے ساتھ مجھے اپنا محبت بھرا سلام بھجوایا اور صحت کی کیفیت دریافت کی۔ کس قدر محبت و احترام کا سلوک کرنے والا ہمارا یہ ڈاکٹر عبدالقادر چینی تھا۔

سفاک کے ہاتھ نے جس بیدردی سے ان کی اس دنیا کی زندگی کو ختم کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ اسے ان کے لیئے حیاتِ اخروی کا سامان بنا دے۔ اور اس نیک، دین دار اور سلسلہ کے خادم، خلق خدا کے محسن کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور حزن و رنج میں مغموم مداحوں کی دعاؤں کو عبدالقادر اور ان کے پسماندگان کے حق میں شرفِ قبولیت بخشے۔ ڈاکٹر عبدالقادر نے ایک نہایت کامیاب زندگی گذاری۔

اور اپنے مقصد کو پالیا۔ اور اپنے پیچھے نیک اور قابلِ قدر روایات چھوڑ گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

گمشدہ اشیاء

"تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل البیت المبارک میں مغرب کی نماز کے وقت میری دیسی چپل کا ایک پاؤں کسی دوسرے کی چپل کے ساتھ تبدیل ہو گیا۔ میرا جوتا بالکل نیا تھا۔ جس کی چپل کا جوتا ہے، وہ اسی پتہ پر اطلاع دیں۔ ۳۰/۱۶ دارالرحمت وسطی ربوہ"

(ڈاکٹر نسیم اللہ ملک
ساکن ربوہ حال بہاولپور)

چابیوں کا ایک گچھا جس میں چھوٹی بڑی نو چابیاں ہیں اور رنگ میں پروئی ہوئی ہیں کہیں گر گیا ہے۔

جن صاحب کو یہ چابیاں ملیں براہِ مہربانی مجھے دفتر خدمتِ درویشاں میں پہنچا کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

(جمال الدین نظارت خدمتِ درویشاں)

تلاش گمشدہ پارکر پین

خاکسار کا ایک سفید کور والا پین پارکر ۵۴ مورخہ ۱۶ جون کو بہشتی مقبرہ کے احاطہ میں کہیں گر گیا ہے۔ جس دوست کو ملے وہ براہ مہربانی خاکسار کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ لانے والے کو ۶/- روپے انعام دیا جائے گا۔

(راشد احمد کارکن وکالت مال اوّل)

بازیافتہ اشیاء

ایک عدد پرانا سائیکل کوئی صاحب غلطی سے میری دکان پر چھوڑ گئے ہیں جن صاحب کا بھی ہو نشانی بتا کر لے جائیں

(عرفان شاپنگ سنٹر۔ راجیکی روڈ ربوہ)

خاکسار کو ۲۳ جون کو بعد نماز مغرب البیت النصرت کے احاطہ میں سے ایک عدد پیکو سائیکل (سیکنڈ ہینڈ) ملی ہے۔ جس صاحب کی ہو نشانی بتا کر پتہ ذیل سے حاصل کر لیں۔

(نعیم احمد بشیر سروعہ
۲/۱۷ دارالرحمت وسطی ربوہ)

کوئی صاحب سرائے محبت (گیسٹ ہاؤس صدر انجمن احمدیہ) میں اپنی کلائی کی گھڑی بھول گئے ہیں۔ جن کی ہو وہ نشانی بتا کر مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

(نسیم احمد خادم
۲۵/۲ "نسیم منزل" دارالرحمت شرقی الف ربوہ)

درخواستِ دعا

- خاکسار کچھ پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا ہے۔ (بشارت احمد چوہان۔ کراچی)
- میری بھانجی عزیزہ عطیۃ الحی بنت مکرم محمد جلال شمس صاحب بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ (منور احمد کھوکھر۔ ربوہ)
- خاکسار کی والدہ کا نشتر ہسپتال ملتان میں آپریشن ہوا ہے۔ (ڈاکٹر مسعود احمد مجوکہ۔ ملتان)
- خاکسار کی آنکھوں کا ملٹری ہسپتال میں دو دفعہ آپریشن ہوا ہے۔ نظر ابھی تک بحال نہیں ہوئی اسی طرح برادرم چوہدری مختار احمد و اہلیہ صاحبہ کچھ پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ (عبداللطیف محمود مقصودی)
- میرے پھوپھا محترم عبدالعزیز صاحب کارکن ناظر دیوان پیٹ میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (عبدالقادر بھٹی موضع چھنیاں ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے برادرم محمد حسین مختار کو شادی کے بیس سال بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ نومولود کا نام محمد احمد تجویز کیا گیا ہے۔ احباب جماعت نئے بچہ کے نیک۔ خادم دین ہونے اور درازی عمر کے لیے دعا کی درخواست ہے

(کرامت حسین مختار اورنگی ٹاؤن کراچی)

مفلس کون ہے؟

(مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی ربوہ)

انسان طبعاً خوشحالی امن اور سکون چاہتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا رہن سہن کھانا پینا اور لباس اچھا ہو اور روزمرہ کی ضروریات باحسن پوری ہوتی رہیں۔ اسی غرض سے وہ صبح و شام محنت اور مزدوری کر کے اپنی حالت بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے اور جب اس کی حالت اچھی ہو جاتی ہے تو ایک گونہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ یوں تو جس کی مالی حالت کمزور ہو وہ بڑی مشکل میں ہوتا ہے لیکن جس نے محنت اور اچھے عمل سے اچھا وقت پایا ہو اگر وہ اپنی غفلت کوتاہی حماقت یا غلط عمل سے اپنا نقصان کر بیٹھے اور نہ صرف یہ کہ اس کا سرمایہ جاتا رہے بلکہ وہ مقروض ہو جائے ایسے شخص کی حالت زیادہ قابلِ رحم ہوتی ہے اور کوئی بھی نہیں چاہتا کہ فراخی کے بعد ناداری میں مبتلا ہو۔

اس زندگی کی بدحالی اور ناداری سے زیادہ تکلیف دہ اخروی زندگی کی مفلسی ہے کہ جو وہاں مفلس ہوا اس کے لئے تو رسوائی ہی رسوائی ہے پس جسے آخرت کا یقین ہے وہ کبھی بھی نہیں یہ چاہے گا کہ اگلے جہاں میں وہ مفلس ہو۔ مفلس کون ہے؟ اس بارہ میں ہمارے سید و مولا امام الاصفیاء والاتقیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی ایک حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جو ذیل میں درج ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یَّقْضِیَ مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظلم ص ۱۸۵ ج ۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کیا جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ سامان۔ حضورؐ نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ جیسے اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت [illegible] ہوگی [illegible] کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا۔ پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور اس طرح جنت کی بجائے اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہی شخص دراصل مفلس ہے۔

تقریب شادی:

میری بچی عزیزہ مبارکہ ضیاء کی شادی عزیز شاہد عمر ناصر ابن مکرم چوہدری نصر اللہ خان صاحب کے ساتھ ۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء کو ڈرگ کالونی کراچی میں عمل میں آئی۔ ان کا نکاح مکرم محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ کراچی نے پڑھا۔ جملہ احباب سے اس رشتہ کے لحاظ سے بابرکت ہونے اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(چوہدری ضیاء اللہ ضیاء۔ ڈرگ کالونی۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توبہ ایک عظیم الشان تغیر کا نام ہے جو قلب انسانی کو گداز کرتا اور اس کی ماہیت کو بدل ڈالتا ہے

توبہ کیلئے سات شرائط کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر توبہ صحیح معنوں میں توبہ نہیں کہلا سکتی

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ سورۃ الفرقان آیت ۷۲ کی پر معارف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی مغفرت کے لئے توبہ پر زور دیا ہے اور ایمان اور عمل صالح کا حصول اس کے بغیر ناممکن قرار دیا ہے۔ مگر دنیا میں بہت لوگ ہیں جو توبہ کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف منہ سے یہ کہہ دینے سے کہ "میری توبہ" توبہ مکمل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اس کے لئے سات امور کا ہونا ضروری ہے اور جب تک وہ سارے کے سارے امور موجود نہ ہوں اس وقت تک توبہ کبھی بھی صحیح معنوں میں توبہ نہیں کہلا سکتی۔ چنانچہ توبہ کے لئے پہلی شرط تو یہ ہے کہ انسان اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کرے اور ان کو اپنے سامنے لا کر اس قدر نادم ہو کہ گویا پسینہ پسینہ ہو جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ پچھلے فرائض جس قدر رہ چکے ہیں ان میں سے جن کو ادا کیا جا سکے ان کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً اگر صاحب استطاعت ہونے کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تھا تو اب حج کرے یا اگر زکوٰۃ نہیں دی تھی تو ساری عمر کو جانے دے اسی سال کی زکوٰۃ دے دے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ پچھلے گناہوں میں سے جن کا ازالہ ممکن ہو ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کرے مثلاً اگر کسی کی بھینس چرا کر اس نے اپنے گھر رکھی ہوئی ہو تو اسے واپس کر دے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جس شخص کو کوئی دکھ پہنچایا ہو اس کے دکھ کا ازالہ کرنے کے علاوہ اس سے معافی طلب کرے۔ یہ ایک باریک روحانی مسئلہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندوں کے گناہوں کی معافی کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ ان کے متعلق بندوں سے ہی معافی طلب کی جائے اور اگر وہ معاف کر دیں تو پھر خدا تعالیٰ ان کا مواخذہ نہیں کرتا .....

پانچویں شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس نے نقصان پہنچایا ہو ان سے مقدور بھر احسان کرے اور اگر کچھ نہیں کر سکتا تو ان کے لئے دعا ہی کرے۔ اولیاء کرام نے بھی لکھا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کا مال ناجائز طور پر لیا ہو اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ الٰہی مجھے تو اس کا مال دینے کی طاقت نہیں تو اپنے پاس سے ہی اسے دیدے اور اس کمی کو پورا فرما دے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے اور فیصلہ کرے کہ اب میں کوئی گناہ نہیں کروں گا

ساتویں شرط یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو نیکی کی طرف رغبت دلانا شروع کر دے اور اپنے دل کو پاکیزہ بنانے کی کوشش کرے تاکہ آئندہ ہر قسم کے نیک کاموں میں وہ دلی شوق سے حصہ لے سکے۔

یہ سات باتیں توبہ کے لئے ضروری ہیں جب تک یہ تمام شرائط نہ پائی جائیں کوئی توبہ مکمل نہیں کہلا سکتی .....

علاوہ ازیں توبہ کی حقیقت کو یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ توبہ کوئی آسان امر نہیں۔ اور نہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ جب چاہے اپنی مرضی سے توبہ کر لے کیونکہ توبہ اس عظیم الشان تغیر کا نام ہے جو انسان کے قلب کے اندر پیدا ہو کر اس کو بالکل گداز کر دیتا اور اس کی ماہیت کو ہی بدل ڈالتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۔ حصہ ۲ صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۷)

بازیافتہ نقدی

کچھ نقدی خاکسار کی دکان احسان جنرل سٹور میں گری ہوئی ملی ہے۔ جس کی ہو نشانی بتلا کر حاصل کر لیں۔

(محمد احسان بٹ احسان جنرل سٹور گولبازار ربوہ)

عید کے پُر مسرت موقع پر دلی مبارکباد قبول فرماویں

معیاری خرید و فروخت کا مرکز!

نوٹ:۔ شلواروں کے پائنچے اور پیکو ورک کے لیے بھی ہماری خدمات حاصل کریں۔

انیہ جنرل سٹور ۔ (گلی الیکٹرسٹی گولبازار ربوہ)

الفضل کی اشاعت پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ ہزار تک پہنچائیے!

کوئی کام ناممکن نہیں

ہمارے پیارے آقا نے "الفضل" کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک لے جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ بظاہر یہ ایک ناممکن حد تک مشکل کام دکھائی دیتا ہے۔ مگر جب حضور ایدہ اللہ کی دعائیں ساتھ ہوں تو خدا کے فضل سے کوئی کام ناممکن نہیں رہتا۔ تمام عہدیداران جماعت اس نظریہ کے تحت کام کریں تو الفضل کی اشاعت حضور کی منشاء و مبارک تک بڑھ سکتی ہے۔ احباب کرام و عہدیداران جماعت خصوصی توجہ فرمائیں!

(منیجر "الفضل" ربوہ)

لیڈیز پرس
کی عمدہ ورائٹی ہمارے ہاں دستیاب ہے
پروپرائٹر:۔ نعیم احمد کھوکھر

نعیم جنرل سٹور
مین بازار شیخوپورہ

اعلان برائے طالبات

مڈل و میٹرک کے امتحانات میں فیل شدہ طالبات کیلئے تربیت یافتہ لیڈی ٹیچرز کی زیر نگرانی سائنس و آرٹس مضامین کی کوچنگ کلاسیں مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء سے شروع ہو رہی ہے۔ کمپارٹ کلیئر کرنے کی خواہشمند طالبات رجوع کریں۔

اوقات:۔ صبح ۷ تا ۱۱ بجے

پرنسپل سپیشل کوچنگ سنٹر۔ دارالعلوم غربی ربوہ

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
۵-۶-۷ جولائی
دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے!
مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان
کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ فون نمبر ۵۵۸